محمد وسیم اختر مفتی

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

حرثان بن قیس حضرت عکاشہ بن محصن کے دادا تھے۔ حضرت عکاشہ کے چھٹے جد غنم بن دودان کی نسبت سے ان کا قبیلہ بنوغنم بن دودان، ساتویں جد اسد بن خزیمہ کے نام پر بنواسد اور آٹھویں جد کی وجہ تسمیہ سے بنوخزیمہ کہلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عکاشہ اسدی اور غنمی، دونوں نسبتوں سے جانے جاتے ہیں۔ ابومحصن ان کی کنیت تھی۔ حضرت عکاشہ بنوعبد شمس (بنوامیہ) کے حلیف تھے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت عکاشہ بن محصن قرآن مجید کے بیان کردہ صاحب فضیلت اصحاب رسول السابقون الاولون (التوبہ ۹: ۱۰۰) میں سے تھے۔

۱۰/ نبوی میں حج کے موقع پر یثرب کے کچھ زائرین مشرف بہ اسلام ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کے ستائے ہوئے اہل ایمان کو اس شہر کی طرف ہجرت کا اذن دے دیا۔ ابوسلمہ کو پہلے مہاجر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۱/ نبوی میں بیعت عقبۂ اولیٰ ہوئی اس کے بعد حضرت عامر بن ربیعہ اور ان کی اہلیہ لیلیٰ مدینہ پہنچے۔ بنوغنم بن دودان (بنواسد بن خزیمہ) کے مردوں، عورتوں نے ہجرت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن جحش، ان کی اہلیہ حضرت فاطمہ، بھائی ابواحمد، ہمشیرگان زینب، حمنہ، ام حبیب اور بیٹے محمد کے آنے کے بعد ان کے اعزہ کے کئی خاندان بھی مدینہ پہنچ گئے۔ ان کے نام یہ ہیں: حضرت عکاشہ بن محصن، ان کے بھائی ابوسنان، عمرو اور ہم شیر ام قیس، شجاع بن وہب، ان کے بھائی عقبہ، اربد بن حمیر، سنان بن ابوسفیان، منقذ بن نباتہ، سعید بن رقیش، ان کے بھائی یزید اور بہن آمنہ، محرز بن نضلہ، قیس بن جابر، مالک بن عمرو، ان کے بھائی صفوان اور ثقف، ربیعہ بن اکثم، تمام بن عبیدہ

اور ان کے بھائی سخبرہ اور زبیر۔ یہ سب قبا میں قبیلۂ بنوعمرو بن عوف کے مبشر بن عبدالمنذر کے ہاں مقیم ہوئے۔ مواخات کا وقت آیا تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذر بن زیاد کو حضرت عکاشہ کا انصاری بھائی قرار دیا۔

رجب ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو مہاجرین پر مشتمل ایک سریہ روانہ فرمایا جو سریۂ عبداللہ بن جحش کے نام سے مشہور رہے۔ حضرت عبداللہ کے علاوہ حضرت عکاشہ بن محصن، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خالد بن بکیر اور حضرت سہیل بن بیضا اس میں شامل تھے۔ امیر سریہ حضرت عبداللہ کو آپ نے ایک خط دیا اور فرمایا کہ مدینہ سے مکہ کی جانب دو دن کا سفر کر لینے کے بعد وادئ ملل پہنچ کر اسے پڑھنا، کسی ساتھی کو زبردستی آگے نہ لے کر جانا۔ فرمان نبوی کے مطابق انھوں نے اٹھائیس میل کی مسافت طے کر لی تو خط کھولا۔ اس میں لکھا تھا: ''مکہ اور طائف کے بیچ واقع مقام نخلہ کی طرف سفر جاری رکھو، وہاں پہنچ کر قریش کی نگرانی کرو اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ہمیں خبر دو۔'' حضرت عبداللہ نے شرکا سے کہا: جو شہادت کا طلب گار ہے، وہی آگے چلے۔ سب چل پڑے، کوئی پیچھے نہ رہا۔ بحران کے مقام پر حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت سعد کا مشترکہ اونٹ کھو گیا اور وہ اسے تلاش کرنے لگ گئے، ابن جحش باقی ساتھیوں کو لے کر نخلہ پہنچ گئے۔ کشمش، کھالیں، شراب اور دوسرا سامان تجارت لے کر چار افراد پر مشتمل قریش کا قافلہ آیا اور اسی جگہ قیام کیا جہاں دستہ ٹھہرا ہوا تھا۔ مسلمانوں کو دیکھ کر کفار خوف زدہ تھے۔ حضرت عکاشہ نے ایک تدبیر کی، وہ سرمنڈا کر ان کے سامنے آئے جس سے انھیں اطمینان ہو گیا۔ انھوں نے کہا: یہ عمرہ کرنے جا رہے ہیں، ہمارے لیے حرج کی کوئی بات نہیں۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ قافلے والوں کو آج کی رات چھوڑ دیا تو یہ حدود حرم میں داخل ہو کر مامون ہو جائیں گے اور اگر قتال کیا تو یہ حرام مہینے میں ہو گا۔ کچھ سوچ بچار کے بعد انھوں نے حملے کا فیصلہ کیا۔ حضرت واقد بن عبداللہ نے تیر مار کر قافلے کے سردار عمرو بن حضرمی (حضرمی نسبت ہے، اصل نام عبداللہ تھا) کو قتل کر دیا، عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا گیا۔ چوتھا فرد نوفل بن عبداللہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد بھیجے جانے والے سات سریوں میں سے یہ پہلا سریہ تھا جس میں کامیابی ملی۔ ابن حضرمی عہد اسلامی کا پہلا قتیل اور عثمان اور حکم پہلے اسیر تھے۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے تاریخ اسلامی کے اولیں مال غنیمت کی اپنے طور پر تقسیم کی اور ۱/۵ حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھ لیا، حالاں کہ خمس کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ قرآن مجید نے اس قتال اور تقسیم کو جائز قرار دیا ہے (البقرہ ۲: ۲۱۷۔ الانفال ۸: ۴۱)۔ سریۂ عبداللہ بن جحش اس لحاظ سے اہم تھا کہ اس سے قریش کی شام سے تجارت متاثر ہوئی۔ ان کی خوش حالی کا دارومدار اسی تجارت پر تھا۔ عمرو بن

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرمی کے قتل کا بدلہ لینے کا جنون ان پر اس قدر سوار ہوا کہ وہ بدر کی جنگ لڑنے پر تیار ہو گئے۔

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن نے خوب جوہر دکھائے۔ ان کی تلوار ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی کی ایک ٹہنی (یا کھجور کی شاخ) پکڑا دی اور فرمایا: عکاشہ، اس سے لڑو۔ آپ کے دست مبارک سے ٹہنی لے کر انھوں نے خوب گھمائی تو وہ سفید لوہے کی مضبوط پھل والی لمبی تلوار میں بدل گئی۔ حضرت عکاشہ اسی تلوار سے لڑے حتیٰ کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح مبین دی۔ اس تلوار کو 'عون' کے نام سے پکارا جانے لگا۔ باقی تمام غزوات میں یہی حضرت عکاشہ کے پاس رہی۔ اپنے آخری معرکہ 'جنگ بزاخہ' میں بھی وہ اسی تلوار کو لے کر گئے، لیکن استعمال کی نوبت نہ آئی۔ انھوں نے طلیحہ کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ اسی نوعیت کا معجزہ جنگ احد میں مکرر رونما ہوا۔ جب عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھجور کی ٹہنی عنایت فرمائی۔ ٹہنی کا اگلا حصہ تلوار کی شکل اختیار کر گیا، جبکہ دستہ کھجور ہی کا رہا۔ جنگ بدر میں حصہ لینے والے مشرک معاویہ بن عامر کو سیدنا علی نے قتل کیا، تاہم ابن ہشام کی روایت ہے کہ اسے انجام تک پہنچانے والے حضرت عکاشہ بن محصن تھے۔

حضرت عکاشہ بن محصن نے جنگ احد اور جنگ خندق میں بھی حصہ لیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

غزوۂ ذی قرد (یا غزوۂ غابہ، جنگل میں ہونے والا معرکہ): اصحاب مغازی کی رائے میں ربیع الاول یا شعبان ۶ھ میں، جبکہ امام بخاری کے قول کے مطابق ذی الحجہ ۶ھ میں ہوا۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے بعد مدینہ واپس تشریف لائے تو اپنی بیس اونٹنیاں رباح غلام کو دے کر چرنے کے لیے ذوقرد بھیج دیں۔ یہ مدینہ اور خیبر کے درمیان دو دن کی مسافت پر جنگل میں واقع ایک چشمہ ہے۔ راتوں رات بنو غطفان (بنو فزارہ) کے عبدالرحمان بن عیینہ نے چالیس آدمیوں کے ساتھ غارت گری کی۔ حضرت ابوذر غفاری کے صاحب زادے کو جو حفاظت پر مامور تھے، قتل کیا، ان کی بیوی کو اغوا کیا اور تمام اونٹنیاں ہنکا کر لے گئے۔ حضرت سلمہ بن اکوع کو سب سے پہلے اس واقعے کا علم ہوا، وہ اپنی تیر کمان لے کر طلحہ بن عبیداللہ کے گھوڑے پر، ان کے غلام کے پیچھے بیٹھ کر جنگل میں پہنچے تھے۔ گھوڑا انھوں نے رباح کو دے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کرنے کے لیے مدینہ بھیج دیا، خود دوڑ کر حملہ آوروں کو جا لیا اور ان پر تیر برسانے شروع کر دیے۔ کبھی درخت کی آڑ لے کر تیر مارتے، کبھی پہاڑی یا ٹیلے پر چڑھ کر پتھر پھینک دیتے۔ اس طرح انھوں نے ایک ایک کر کے پوری بیس اونٹنیاں چھڑا لیں۔ غطفانی بھاگ نکلے، جاتے جاتے تیس سے زیادہ نیزے اور چادریں پھینک گئے۔ پسپا ہوتے ہوتے وہ گھاٹی کے تنگ مقام تک آئے تھے کہ عیینہ بن حصن (عیینہ بن بدر) کمک کو آن پہنچا۔ اسی اثنا میں حضرت سعد بن زید کی سربراہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا

دستہ بھی آ گیا جس میں حضرت مقداد بن عمرو (اسود)، حضرت عباد بن بشر، حضرت عکاشہ بن محصن، حضرت محرز بن نضلہ (اخرم)، حضرت ابوقتادہ، حضرت ابوعیاش اور حضرت اسید بن ظہیر شامل تھے۔ فریقین میں پھر جھڑپ ہوئی۔ حضرت محرز (اخرم) حضرت عکاشہ بن محصن کے گھوڑے 'جناح' پر سوار تھے۔ انھوں نے عبدالرحمان بن عیینہ کے گھوڑے کو مار ڈالا تو عبدالرحمان (شاذ روایت: مسعدہ) نے انھیں شہید کر دیا اور خود ان کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ پھر حضرت ابوقتادہ آئے اور عبدالرحمان بن عیینہ (اور مسعدہ) کو جہنم رسید کیا۔ حضرت مقداد نے حبیب بن عیینہ اور قرفہ بن مالک کو قتل کیا۔ حضرت عکاشہ بن محصن نے اوبار (اثار: ابن سعد، اوثار: واقدی) اور اس کے بیٹے عمرو کو انجام تک پہنچایا۔ باپ بیٹا ایک اونٹ پر سوار تھے، حضرت عکاشہ نے ان دونوں کو اکٹھا نیزے میں پرو لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پانسو صحابہ کے ساتھ ذوقرد پہنچے اور پہاڑ کے دامن میں ایک دن قیام کیا۔ آپ نے صحابہ میں سو اونٹنیاں تقسیم فرمائیں۔ سیدنا بلال نے ایک اونٹنی ذبح کر کے اس کی کلیجی اور کوہان بھون کر آپ کو پیش کی۔

سریۂ عکاشہ: ربیع الاول ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہ بن محصن کی قیادت میں چالیس اصحاب کا ایک سریہ بنو اسد بن خزیمہ کے علاقے غمر مرزوق (مدینہ سے نجد کی طرف جانے والے راستے پر واقع ایک مقام) کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت ثابت بن اقرم اور حضرت شجاع بن وہب اس میں شامل تھے۔ ۳ھ میں ابوسلمہ کی قیادت میں ایک سریہ پہلے بھی اسی قبیلہ کی طرف قطن جا چکا تھا۔ حضرت عکاشہ کی تیز رفتاری کے باوجود غنیم متنبہ ہو کر بھاگ نکلا۔ غمر کے چشموں پر ڈیرا ڈال کر انھوں نے شجاع کو معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجا تو پتا چلا کہ اہل قبیلہ اپنے گھروں کو خالی کر کے جا چکے ہیں اور دو سو اونٹ پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ حضرت عکاشہ انھیں مدینہ ہانک لائے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ربیع الثانی ۹ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہ بن محصن اسدی کو ایک سریہ کے ساتھ عذرہ اور بلی قبائل کی سرزمین جناب کی طرف روانہ فرمایا۔ ان قبائل کے کچھ لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور زکوٰۃ ادا کرتے تھے۔ اس سریہ کی غرض و غایت اور مزید تفصیلات نقل نہیں ہوئیں۔

۱۱ھ میں خلیفۂ اول حضرت ابوبکر فوج لے کر ذوالقصہ پہنچے، تیاریاں مکمل کیں اور حضرت خالد بن ولید کو پونے تین ہزار کی نفری کا سپہ سالار مقرر کر کے بزاخہ کی طرف روانہ کیا۔ بنو اسد کے اس چشمے پر مدعئ نبوت طلیحہ نے ڈیرے ڈال رکھے تھے، بنو اسد، بنو غطفان (بنو فزارہ) اور بنو طے کے کچھ لوگ اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ حضرت خالد نے حضرت عکاشہ بن محصن اور حضرت ثابت بن اقرم انصاری کو دشمن کی جاسوسی کرنے کے لیے آگے بھیجا۔ حضرت عکاشہ رزام نامی گھوڑے اور حضرت ثابت محبر پر سوار قطن پہنچے۔ طلیحہ اور اس کا بھائی سلمہ چوکسی کر رہے تھے۔ سلمہ نے

ثابت کو دیکھ لیا اور اسی وقت شہید کر دیا، پھر آواز دے کر طلیحہ کو بلایا اور دونوں نے مل کر حضرت عکاشہ کی جان بھی لے لی۔ دوسری روایت ہے کہ حضرت عکاشہ نے طلیحہ کے بیٹے حبال یا جبال (ابن کثیر یا اس کے بھائی: ابن اثیر) کو جہنم رسید کیا تو طلیحہ نے انھیں شہید کیا۔ حضرت ثابت کی میت کا پتا نہ چلا اور وہاں پہنچنے والے اپنے ہی سپاہیوں کے گھوڑوں تلے روندی گئی۔ مسلمان ٹھٹک کر رکے تو حضرت عکاشہ کو بھی شہید ہوا پایا۔ حضرت ابوواقد لیثی جو حضرت زید بن خطاب کی سربراہی میں دو سو گھڑ سواروں کے مقدمۃ الجیش میں شامل تھے اور حضرت عکاشہ اور حضرت ثابت ان کے آگے آگے چل رہے تھے، بیان کرتے ہیں کہ ہم ان دونوں کی جاے شہادت پر پہنچے تو جی بہت برا ہوا۔ کچھ ہی دیر بعد حضرت خالد بھی فوج لے کر آن پہنچے۔ سب کو بہت رنج تھا کہ بڑا مقام رکھنے والے دو شہ سوار مسلمان ان سے جدا ہو گئے ہیں۔ حضرت خالد نے قبر کھدوا کر دونوں شہیدوں کو خون آلود کپڑوں سمیت دفن کرایا۔ حضرت عکاشہ کے جسم پر کئی زخم تھے۔

حضرت خالد نے سپاہیوں کو رنجیدہ دیکھا تو بنوطے کی طرف کوچ کیا اور ان سے مدد چاہی۔ عدی بن حاتم طائی زکوٰۃ ادا کر کے مدینہ سے لوٹے تھے، انھوں نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو اسلام کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا۔ اہل قبیلہ مان گئے تو انھوں نے حضرت خالد بن ولید سے تین دن کی مہلت مانگی، اس دوران میں طلیحہ کے لشکر میں موجود اپنے پانسو آدمیوں کو واپس بلا لیا۔ بنوجدیلہ کے ایک ہزار سوار بھی مرتدوں کو چھوڑ کر جیش خالد میں شامل ہو گئے۔ جنگ بزاخہ شروع ہوئی تو عیینہ بن حصن اپنے سات سو سپاہیوں کے ساتھ آگے آیا۔ طلیحہ چادر اوڑھے آمد وحی کا ڈھونگ رچائے رہا، جبکہ بنوعامر اس انتظار میں تھے کہ جس فریق کا پلڑا بھاری ہو، اس کا ساتھ دیں۔ اسلامی لشکر کا دباؤ بڑھا تو عیینہ نے اپنی قوم کو پکارا، بنوفزارہ، (غطفان کے چوتھے جد سے نسبت) طلیحہ کذاب ہے، بھاگ کر اپنی جانیں بچاؤ۔ طلیحہ اپنی بیوی نوار کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا، وہ شام پہنچا اور بنوکلب میں سکونت اختیار کر لی۔ بنواسد، بنوغطفان (بنوفزارہ) اور بنوعامر مسلمان ہو گئے تو وہ بھی اسلام لے آیا۔ عمرہ کرنے مکہ گیا، مدینہ کے نواح سے گزرا، لیکن سیدنا ابوبکر نے تعرض نہ کیا۔ حضرت عمر کے خلافت سنبھالنے کے بعد پھر آیا اور بیعت کے لیے پیش ہوا۔ سیدنا عمر نے کہا: تو حضرت عکاشہ اور حضرت ثابت کا قاتل ہے، میں تمھیں کبھی پسند نہ کروں گا۔ اس نے جواب دیا: حضرت عکاشہ نے میری وجہ سے سعادت حاصل کر لی اور میں بدبخت ٹھیرا، اب میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ امیر المومنین، یہ کفر کے فتنے تھے، قبول اسلام نے ان کو زائل کر دیا ہے۔ تب سیدنا عمر خاموش ہو گئے۔ حضرت عکاشہ کی شہادت ایسا سانحہ تھا جو اہل ایمان کے دلوں میں کھٹکتا رہا۔ ۱۴ھ میں جنگ قادسیہ ہوئی تو طلیحہ اسلامی فوج میں شامل تھے۔ سپہ سالار

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایرانی لشکر کی جاسوسی کرنے کے لیے حضرت عمرو بن معدی کرب اور حضرت طلیحہ کی قیادت میں پانچ پانچ افراد کے دو گروپ بھیجے۔ حضرت عمرو نے کچھ معلومات حاصل کر کے لوٹنا چاہا، انھوں نے حضرت طلیحہ کو بھی ساتھ چلنے کو کہا، لیکن وہ لشکر کے اندر گھس گئے اور ایرانیوں کا ایک اعلیٰ قسم کا گھوڑا اڑا لائے، ایرانی فوج کے دو جنگ جوؤں کو مار ڈالا اور ایک کو قید کر لیا۔ بعد میں اس بہادری کی داد بھی ملی، لیکن حضرت عمرو نے مشورہ نہ ماننے پر انھیں حضرت عکاشہ بن محصن کے قاتل ہونے کا طعنہ دے ڈالا۔

حضرت عکاشہ کی شہادت کے بارے میں مشہور روایت یہی ہے جو اوپر درج ہوئی، تاہم سلیمان تیمی کا خیال ہے کہ حضرت عکاشہ اور حضرت ثابت بن اقرم سریۂ بنو خزیمہ (۱۲ھ) میں طلیحہ ہی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ابن اثیر نے اسے غلط اور وہم قرار دیا ہے۔

حضرت عکاشہ کی بہن ام قیس بنت محصن بیان کرتی ہیں کہ یوم نحر (۱۰ ذی الحجہ) کی شام حضرت عکاشہ میرے ہاں سے بنو اسد کے کچھ لوگوں کے ساتھ نکلے تو انھوں نے قمیصیں پہن رکھی تھیں (یعنی احرام کھول دیا تھا)۔ رات کے وقت یہ لوگ واپس آئے تو قمیصیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا: عکاشہ، کیا بات ہے، تم قمیصیں پہن کر گئے تھے اور اب ہاتھوں میں پکڑ کر لوٹے ہو؟ انھوں نے بتایا: (ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ کے ارشاد کے مطابق) آج جب ہم شیطانوں کو کنکریاں مار لیں گے (اور قربانی کر کے سر منڈا لیں گے)، ہمارے لیے ہر وہ شے حلال ہو جائے گی جسے حالت احرام میں ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ ہاں، ہمیں اپنی بیویوں کے پاس جانے کی اجازت تب ملے گی جب ہم طواف افاضہ (بیت اللہ کا طواف جو حاجی یوم نحر کو منیٰ سے مکہ جا کر کرتے ہیں اور پھر منیٰ لوٹ آتے ہیں) کر لیں گے۔ آج کی شب ہم نے طواف افاضہ نہیں کیا اور حالت احرام میں ہیں، اس لیے قمیصیں اتار لی ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو (ابوداؤد، رقم ۱۹۹۹۔ احمد، رقم ۲۶۴۱۰)۔ قوسین میں لکھی گئی وضاحت کی تائید مسند احمد کی اسی روایت کے اوپر والے اس حصے سے ہوتی ہے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہب بن زمعہ کو قمیص اتارنے اور احرام برقرار رکھنے کا حکم دیا تھا، کیونکہ انھوں نے بھی طواف افاضہ کرنے سے پہلے ہی احرام کھول دیا تھا۔

حضرت ام قیس بتاتی ہیں کہ میرا بیٹا فوت ہوا تو میں نے بہت آہ وزاری کی۔ اسی حالت اضطراب میں غسل دینے والے کو کہہ دیا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل دے کر مار نہ دینا۔ حضرت عکاشہ بن محصن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو یہ بات آپ کو بتائی۔ آپ مسکرائے اور فرمایا: اللہ اس کی عمر دراز کرے، یہ کیا کہا؟ راوی کہتے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ہیں کہ (آپ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ) ہمارے علم میں نہیں کہ کسی عورت کی عمر حضرت ام قیس سے زیادہ ہوئی ہو (نسائی، رقم ۱۸۸۳۔ احمد، رقم ۲۶۸۷۸)۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا: (معراج کی رات، ایام حج میں یا خواب میں) مجھے گذشتہ امتیں دکھائی گئیں، نبی ایک ایک کر کے گزرنے لگے، امت ساتھ ہوتی۔ کچھ نبی گزرے تو ایک گروہ ان کے ساتھ تھا، کچھ آئے تو دس افراد ساتھ تھے، ایک نبی پانچ امتیوں کو لے کر گزرے، ایک اکیلے ہی گزر گئے۔ اچانک میں نے ایک جم غفیر دیکھا تو پوچھا: جبریل علیہ السلام، کیا یہ میری امت ہے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: نہیں، (بخاری ہی کی روایت، رقم ۵۷۰۴ میں ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے) اور کہا: آپ افق کی طرف دیکھیں۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو ایک بہت بڑا مجمع نظر آیا۔ تب انھوں نے بتایا: یہ آپ کی امت ہے۔ (دوسری روایت میں ہے کہ مجھے کہا گیا کہ اپنے دائیں طرف دیکھیں تو میں نے دیکھا کہ لوگوں کی کثرت سے پہاڑوں کا رستہ بند ہو گیا ہے۔ پھر آواز آئی کہ اپنے بائیں طرف تو دیکھیں۔ مجھے نظر آیا کہ افق (حد نگاہ) لوگوں سے پر ہو گیا ہے۔ تب سوال ہوا کہ کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟ میں نے کہا: میں خوش ہو گیا ہوں، یا رب، میں راضی ہو گیا ہوں (احمد، رقم ۳۸۰۶)۔ پھر بتایا گیا کہ ان کے آگے آگے یہ ستر ہزار افراد ایسے ہیں جن کا کوئی حساب ہو گا نہ ان پر عذاب آئے گا۔ (ان کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے تھے (بخاری، رقم ۵۸۱۱)۔ میں نے پوچھا: کیوں؟ کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دغواتے نہ منتر کراتے نہ شگون لیتے تھے، یہ تو اپنے رب پر بھروسا کرتے تھے۔ (اس موقع پر) حضرت عکاشہ بن محصن کھڑے ہو گئے اور کہا: اللہ سے دعا فرمائیں، مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ آپ نے دعا فرمائی: ''اللہ، عکاشہ کو ان میں شامل کر دے۔'' اب ایک اور شخص (دوسری روایت: انصاری صحابی) نے کھڑے ہو کر التجا کی: ''اللہ سے دعا کریں، میرا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جائے۔'' آپ نے فرمایا: ''اس بات میں عکاشہ تم پر سبقت لے گیا ہے۔'' (بخاری، رقم ۶۵۴۱۔ مسلم، رقم ۴۴۷)۔ آپ کا فرمایا ہوا یہ جملہ ضرب المثل بن گیا ہے، ایک آدمی دوسرے پر سبقت لے جائے تو کہا جاتا ہے: 'سبقك بها عكاشة'۔

حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے جو پہلا گروہ جنت میں داخل ہو گا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح (روشن) ہوں گے۔ ان کے بعد جانے والے آسمان کے سب سے خوب صورت ستارے کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اس موقع پر حضرت عکاشہ بن محصن اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ، اللہ سے دعا فرمائیں کہ مجھے ان میں شامل کر دے۔ آپ نے دعا کی: اللہ، اسے ان میں

شامل کر دے۔ پھر ایک اور شخص اٹھا اور کہا: یا رسول اللہ، اللہ سے دعا فرمائیں کہ میرا شمار بھی ان میں کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''عکاشہ اس باب میں تم پر سبقت لے گیا ہے۔'' (احمد، رقم ۱۰۴۷۲)۔ شارحین نے بتایا ہے کہ بعد میں اٹھنے والے انصاری صحابی حضرت سعد بن عبادہ تھے، جبکہ حضرت ابوعمر کہتے ہیں کہ لامحالہ وہ شخص صحابی نہیں، بلکہ منافق ہوگا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کچھ مانگا گیا، آپ نے حتی الامکان انکار نہیں کیا۔

حضرت عکاشہ کا شمار انتہائی خوب صورت صحابہ میں ہوتا ہے۔ ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: ''عرب کا بہترین شہ سوار ہمارے ساتھ شامل ہے۔'' حاضرین نے پوچھا: ''کون ہے وہ یا رسول اللہ؟'' فرمایا: ''عکاشہ بن محصن۔'' حضرت ضرار بن اسود نے کہا: ''وہ تو ہمارے ہی آدمی ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''تمھارے ہی نہیں، ہم سب کے۔''

حضرت عکاشہ بن محصن کی عمر چوالیس (یا پینتالیس) برس ہوئی۔ حضرت ام قیس بنت محصن بتاتی ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت عکاشہ چوالیس برس کے تھے۔ جنگ بزاخہ ایک سال بعد ہوئی جس میں ان کی شہادت ہوئی۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت عکاشہ سے حدیث روایت کی۔ حدیث کی تین کتابوں میں ان کی مرویات موجود ہیں۔

ہندوستان کے صوبہ کیرالا کے شہر اریٹوپٹا (Erattupetta) میں رہنے والے لبی (Lebbas) مسلمان اپنے آپ کو حضرت عکاشہ بن محصن کی اولاد بتاتے ہیں۔ حضرت عکاشہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے سعید باوا ان کے جد امجد تھے۔ انیسویں صدی عیسوی میں اسرائیل کے شہر یروشلم (بیت المقدس) میں ایک مسجد تعمیر کی گئی جسے حضرت عکاشہ بن محصن سے منسوب کیا گیا۔ یہ مسجد اب ویران ہے۔ مسجد کے قریب بارہویں صدی کا تعمیر کردہ ایک مقبرہ ہے جس میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے سپاہی مدفون ہیں۔ اس مقبرے کو مقبرۂ بنی عکاشہ بن محصن کہا جاتا ہے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، Wikipedia۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org